ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

اُردو کی منتخب خواتین ناولٹ نگاروں کے ناولٹوں میں نسوانی مسائل کا اجمالی جائزہ

AN OVERVIEW OF FEMALE ISSUES OVERVIEW OF FEMALE ISSUES ADDRESSED BY CERTAIN FEMALE NOVELETTE WRITERS

تاج مسیح
پی ایچ ڈی سکالر، شعبۂ اُردو سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور
ڈاکٹر غُنچہ بیگم
صدرِ شعبہ اُردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور
ڈاکٹر محمد امتیاز
پروفیسر، شعبۂ اُردو سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور

Taj Masih
PhD Scholar, Department of Urdu, Sarhad University of Science and Information Technology Peshawar.
Dr. Guncha Begam
Chairperson, Department of Urdu, Sarhad University of Science and Information Technology Peshawar.
Dr. Muhmmad Imtiaz
Professor, Department of Urdu, Sarhad University of Science and Information Technology Peshawar.

Abstract

Women face various challenges in society, especially within Indo-Pakistani culture. This article aims to highlight some of these issues, as they hold significance for our society where women make up over 50% of the population. If their challenges are addressed, they could become effective citizens. Historically, women were largely confined to household roles and denied their rights. During British India, some progressive Muslim reformers, like Sir Sayyid Ahmed Khan, sought to improve women's social status. They believed that Urdu literature was an effective means to educate and uplift women. Nazir Ahmed was a key figure in this effort.Muhammdi Begum was the first woman to take responsibility for educating women of her time. She wrote three novelettes to raise awareness about women's education and to challenge outdated traditions like child marriage.

Keywords: Challenges, literary genre ,Addressed topics, Child marriages, Economic problems, Harassment

ادب انسانی زندگی کا عکاس ہے۔ادیب اپنے عہد کے سیاسی، سماجی اور معاشی زندگی کو دلچسپ بنا کر پیش کرتا ہے۔وہ معاشرے میں موجود مختلف مسائل کی نشاندہی کرتا ہے۔ بعض اوقات ادیب مسائل کے ساتھ ساتھ اُن کا حل بھی تجویز کر دیتا ہے۔اُردو ادب کے ادیبوں (مرد و زن) نے ادب کی مختلف اصنافِ کے فروغ میں اپنا اپنا حصّہ ڈالا ہے۔مرد اور چند نامور خواتین ادباء کے علاوہ بیشتر خواتین کی ادبی خدمات سے قارئین ناواقف ہی رہتے ہیں۔راقم الحروف نے اُن نامور اور گمنام خواتین، خصوصاً ناولٹ نگار خواتین کے کام کو سامنے لانے کی جسارت کی ہے۔عورت، نسوانی مسائل کو بہتر طور پر سمجھتی اور بیان کر سکتی ہے۔زیرِ نظر مضمون میں خواتین ناولٹ نگاروں کے ناولٹوں میں نسوانی مسائل کا اجمالی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔لفظ نسوانی کا لفظ نسواں سے نکلا ہے جس سے مراد عورتوں سے متعلق یا عورتوں سے منسوب کے ہیں۔لٰہذا نسوانی مسائل سے مراد ایسے مسائل ہیں جو صرف عورتوں سے متعلق ہوں۔انگریزی اقتدار ہندوستان میں اپنے ساتھ نئی تعلیم و تہذیب لے کر آیا۔جس کے زیرِ اثر یہاں کے ایک مخصوص طبقے میں عورتوں کی سماجی حالت بہتر بنانے کی سوچ پیدا ہوئی۔اِس طبقے کے سربراہ سر سیّد احمد خاں تھے۔اُنھوں نے ادب کو اِس مقصد کے لیے بہترین ذریعہ جانا اور اُردو ادب کے نامور ادیبوں نے ایسے ناول، اور افسانے لکھے جن کا مقصد حقوقِ نسواں کا تحفظ تھا۔

اِن نامور ادباء میں نذیر احمد، عبدالحلیم شرر، کرشن چندر، رتن ناتھ سرشار، پریم چند، راشد الخیری، رشیدۃ النساء، محمدی بیگم، حجاب امتیاز علی، عصمت چغتائی اور دیگر نے نسوانی مسائل کو اپنے ناولوں کا موضوع بنایا اور عورتوں کی سماجی زندگی کو بہتر بنانے کی ذمے داری سنبھالی۔ناول بتدریج ارتقائی منازل طے کر کے ناولٹ کی صورت اختیار کر گیا اور جدید دور کی مقبول ادبی صنف بن گیا۔ مشرقی معاشرے میں عورت کا گزر بسر زیادہ تر اپنے گھر میں ہوتا ہے اور ہمارے ہاں زیادہ تر مشترکہ خاندانی نظام کا رواج ہے۔اِس

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

لیے عورتوں کے بیشتر نسوانی مسائل کا تعلق گھر سے ہوتا ہے اور گھریلو مسائل میں بیشتر مسائل کی بنیاد ازدواجی زندگی کے تعلقات میں پیدا ہونے والی ناچاقیاں ہوتی ہیں۔ایسے مسائل بعض اوقات شدت اختیار کر جاتے ہیں اور گھر ٹوٹنے کا سبب بنتے ہیں۔

ا۔ازدواجی زندگی میں مسائل کے چند اسباب

- قدیم جاگیردارانہ نظام میں بیٹی کی شادی اعلیٰ حسب نسب اور خاندانی وقار کو پیشِ نظر رکھ کر کی جاتی تھی۔لڑکی کی عمر یا رضامندی کی کوئی اہمیت نہ ہوتی۔اکثر بیٹی کو بچپن ہی میں کسی سے منسوب کر دیا جاتا۔
- جائیداد خاندان سے باہر نہ جائے۔اِس لئے عموماً بے جوڑ شادی کر دی جاتی ہے۔
- علاقائی رسم ورواج کی پیروی میں بے جوڑ شادی کر دی جاتی ہے جیسے دُشمنی ختم کرنے کے لیے یا وٹہ سٹہ کے تحت۔
- سرمایہ دار طبقہ اپنے کاروبار کی وسعت کے لیے معصوم بچّیوں کو عمر رسیدہ بزنس پارٹنر سے بیاہ دیتا ہے۔
- دوستی یا رشتے داری کو مضبوط بنانے کے نام پر بچپن ہی میں بیٹی کو کسی سے منسوب کر دیا جاتا ہے۔

یہ اور اس طرح کے دیگر مسائل کو خواتین ناولٹ نگاروں نے اپنے ناولٹوں کا موضوع بنایا ہے۔ذیل میں ایسی خواتین ناولٹ نگاروں کے ناولٹوں کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔جنھوں نے ازدواجی زندگی کے مسائل کو بیان کیا ہے۔

ا۔ازدواجی زندگی کے مسائل

ا۔ا محمدی بیگم کے ناولٹ ''صفیہ بیگم'' میں بچپن کی منگنی کا مسئلہ

محمدی بیگم پہلی خاتون ناولٹ نگار ہیں جنھوں نے نسوانی مسائل پر قلم اُٹھایا،ایک ایسے دور میں جب عورت کا کچھ لکھنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔اُن کے شوہر مولوی ممتاز علی کے اُن پر بھروسے اور حوصلہ افزائی کی بدولت محمدی نے اپنے عہد کی مظلوم عورت کی آواز بننے کی جرأت کی۔عورت کی تعلیم وتربیت کر کے اُس کی معاشرتی حالت بہتر بنانے اور اُسے معاشرے کی فعال شہری بنانے کا بیڑا اُٹھایا۔اِس مقصد کے لیے محمدی بیگم نے نہ صرف اپنے ناولٹوں کے ذریعے نسوانی مسائل کو اُجاگر کیا بلکہ عورتوں کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کے مواقع مہیا کیے۔مولوی ممتاز علی کی مدد سے رسالہ ''تہذیبِ نسواں'' جاری کیا۔جس میں عورتوں کی اصلاح کے لیے مضمون شائع کیے جاتے تھے۔اِس طرح وہ ہندوستان کی پہلی کم عمر مسلم صحافی کہلائیں۔ محمدی نے اپنے ناولٹ'' صفیہ بیگم ''میں بچپن کی منگنی یا ٹھیکرے کی مانگ کے مہلک نتائج کو موضوع بنایا ہے۔ناولٹ کی ہیروئن صفیہ بیگم کا باپ روشن خیال ہے۔زندگی کے جدّید تقاضوں کو سامنے رکھ کر اپنی بیٹی کی تعلیم وتربیت کرتا ہے۔مگر اُس کی ماں قدیم رسم ورواج کی حامی ہیں۔وہ اُسے گھر گرہستی کے کام سکھاتی ہیں تاکہ سُسرال میں اُس کا نباہو سکے۔کیونکہ اُس نے بچپن ہی سے صفیہ کو اُس کے چچازاد صفدر حُسین سے منسوب کر رکھا ہے۔صفیہ کا باپ اِس شادی کے لیے رضامند نہیں۔اِس معاملے پر دونوں کا آپس میں مباحثہ ہوتا ہے۔

''میاں۔''تم کہو کہ جب تم نے اور لڑکے کی ماں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا تھا،تو
مجھ سے کچھ پوچھا تھا؟''
بیوی۔''تمہارے کیا کہنے ہیں!نہ تمھیں نک کٹائی کا رنج،نہ جگ ہنسائی کی شرم،سولہ سترہ
برس کا کیا کرایا رشتہ۔اب ضرور چُھڑایا جائے گا۔''
میاں۔''اللہ جانتا ہے کہ اگر مجھے تمہارا خیال نہ ہو تو آج صفیہ کا رشتہ توڑ دوں۔
اِس میں عیب ہی کیا ہو جائے گا۔''
بیوی۔''اے جاؤ بیٹھو بھی!آج منگنی چھوٹ جائے تو سارے جہاں میں رسوائی ہو کہ
جانے لڑکی میں کیا عیب نکلا جو سترہ برس کی منگنی چھوٹ گئی۔۔۔اب تو جو ہو
گیا سو ہو گیا۔صفیہ کا سنجوگ صفدر کے ساتھ ہے۔وہ تو وہیں بیاہی جائے گی۔''(1)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

مندرجہ بالا اقتباس سے معلوم ہوتا کہ بیگم اصغر حُسین کو اپنی بیٹی صفیہ کے مستقبل کے بجائے لوگوں میں جگ ہنسائی کی زیادہ پرواہ ہے اور وہ اپنے بیانات سے ٹھیکرے کی مانگ کی فرسودہ روایت کو تقویت دیتی ہے۔ جبکہ اصغر حُسین کی زبانی، محمدی نے اِس روایت کی مذمت کی ہے۔ وہ عورت کو ایسی فرسودہ رسوم سے آزادی دِلا کر اُس کی سماجی حالت کو بہتر بنانے کے لیے کوشاں ہیں۔ ناولٹ کی ہیروئن صفیہ بیگم اپنی ماں کی فرسودہ سوچ کی بھینٹ چڑھادی جاتی ہے۔ صفیہ کی رضامندی کا تو سوال ہی کیا، خود صفدر اپنی بیماری کو مدِ نظر رکھتے ہوئے شادی سے انکار کرتا ہے، تو بھی بیگم اصغر حُسین بضد ہے کہ صفیہ کی شادی صفدر ہی سے ہوگی۔ صفدر کے انکار پر صفیہ کی شادی ڈاکٹر احمد سے طے ہوتی ہے مگر بڑے بھائی اکبر حُسین اور اُس کی بیوی کی سازش کے سبب جب رشتہ ٹوٹ جاتا ہے تو اِس صدمے کو برداشت نہ کرتے ہوئے صفیہ کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

۲۔ا حجاب امتیاز علی کے ناولٹ ''میری ناتمام محبت'' میں بچپن کی منگنی کا مسئلہ

حجاب کو رومانوی افسانہ نگار کہا جاتا ہے مگر اُن کا بنیادی موضوع معاشرہ اور اُس کی قدریں ہیں جیسے شادی بیاہ کے مسائل وغیرہ حجاب نے اپنے طور پر افسانے لکھے مگر کینوس اور کرداروں کے دائرۂ عمل کے اعتبار سے وہ ناولٹ کی ذیل میں آتے ہیں۔ اُن کا پہلا ناولٹ ''میری نہ تمام محبت'' ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا۔ جس کا اظہار حجاب امتیاز نے اِس ناولٹ کے پیش لفظ میں کیا ہے۔ حجاب امتیاز نے اِس ناولٹ میں بچپن کی منگنی کے مسئلے کو موضوع بنایا ہے۔

دادی (زُبیدہ بیگم) اپنی پوتی روحی اور پوتے شہباز کی بچپن میں منگنی کر دیتی ہے۔ تاکہ موروثی جائیداد خاندان سے باہر نہ جائے۔ وہ شہباز کو روحی پر ترجیح دیتی ہے کیونکہ شہباز خاندان کا وارث اور روحی پرایا دھن ہے۔ مگر جوان ہو کر روحی شہباز کو اُس کی اخلاقی تنزلی کے سبب اُسے پسند نہیں کرتی بلکہ کیپٹن فکری کو پسند کرتی ہے جو زبیدہ بیگم کا سیکرٹری ہے۔ اِس لیے وہ شہباز سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ بچپن میں جب روحی اور شہباز کو کسی بات کی سوجھ بوجھ نہ تھی، دادی نے اُن کا رشتہ طے کر دیا۔ بڑے ہونے پر اُن کے مزاج، اُن کی سوچ کیسی ہو، کسی کو کیا خبر تھی؟ جوان ہو کر روحی، شہباز کے کردار کے سبب اُسے پسند نہیں کرتی اور اُن کی شادی خاندان کے لیے ایک مسئلہ بن جاتی ہے۔ حجاب نے بچپن کی منگنی کے مسئلے اور اُس کے سبب خاندان میں پیدا ہونے والی کشیدہ صورتِ حال کو نہایت خوبصوت پیرائے اور مؤثر انداز میں پیش کیا ہے۔ اور اس کے مضر اثرات کی نشاندہی کی ہے۔

۳۔ا عصمت چُغتائی کے ناولٹ ''دل کی دُنیا'' میں کم عمری کی شادی کا مسئلہ

عصمت نے ادبی زندگی کا آغاز ایسے دور میں کیا جب ترقی پسند تحریک عروج پر تھی۔ ادب کو زندگی کے قریب لانے کی بھرپور کوششیں کی جا رہی تھیں۔ جدید تعلیم و تہذیب کے زیرِ اثر لوگوں میں اظہارِ رائے کی جرأت پیدا ہو چکی تھی۔ جس کا اظہار رسالہ ''انگارے'' ۱۹۳۲ء کی کہانیوں میں کیا گیا۔ عصمت اپنے ناولوں میں عصری مسائل کو موضوع بناتی ہیں۔ خاص طور پر مسلم معاشرے کے فرسودہ رسم و رواج میں جکڑی عورتوں کے مسائل کو پیش کرتی ہیں۔ اُنھوں نے اپنے ناولٹ ''دل کی دُنیا'' میں کم عمری کی شادی کے مہلک نتائج کو موضوع بنایا ہے۔ اِس ناولٹ کی ہیروئن قدسیہ جب کسی کی بارات دیکھتی ہے یا کوئی عشقیہ گیت سُنتی ہے۔ تو اُس کے اندر جذبات کا ایک طوفان اُٹھتا ہے۔ اُسے غشی کے دورے آنے لگتے ہیں۔ قدسیہ کی اِس حالتِ زار کا ذمے دار اُس کا شوہر ہے جس کے ساتھ صرف پندرہ برس کی عمر میں اُس کی شادی کر دی گئی تھی اور وہ بیرونِ ملک چلا گیا اور پلٹ کر کبھی قدسیہ کی خبر نہ لی۔

ناولٹ میں قدسیہ کی بھانجی اُس کے شوہر کی بے اعتناعی کو یوں بیان کرتی ہے۔

> ''قدسیہ خالہ کی شادی پندرہ برس کی عمر میں ہوئی۔ چھٹے مہینے میاں ولایت کو سُدھار گئے دو سال تک تو دیوانگی سے عشق چلتا رہا۔ ہر وقت سر اوندھائے میاں کو خط لکھا کرتیں یا آیا ہوا خط پڑھا کرتیں۔ پھر خط پھیکے پڑنے شروع ہوئے۔ یہ خط لکھ لکھ کر دیوانی ہو گئیں، وہاں سے جواب ندارد۔''(2)

عصمت چُغتائی نے کم عمری کی شادی کے مہلک اثرات کو مذکورہ ناولٹ کا موضوع بنایا ہے۔ قُدسیہ کی شادی محض پندرہ برس کی عمر میں کی جاتی ہے۔ اُس کا شوہر اِس شرط پر یہ شادی کرتا ہے کہ اُسے باپ بیرونِ ملک جانے کی اجازت دے۔ بیرونِ ملک جا کر وہ ایک انگریز خاتون سے شادی کر لیتا ہے اور قُدسیہ کو گھر میں تنہا چھوڑ دیتا ہے۔ وہ مشرقی روایات کی پاسداری میں ساری عمر شوہر کے انتظار میں بیٹھی رہتی ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

۱۔۴ قرۃالعین کے ناولٹ ''ہاؤسنگ سوسائٹی'' میں بچپن کی شادی کا مسئلہ

قرۃالعین کے زمانے میں ترقی پسند تحریک عروج پر تھی۔ادب کو حقیقی زندگی کے قریب لانے کا رُجحان عام ہو چکا تھا۔لیکن قرۃالعین نے حقیقت نگاری کو نئی جہت دی جسے تاریخی حقیقت نگاری کا نام دیا گیا۔قرۃالعین نے ۱۹۴۷ء کے بعد رونما ہونے والے فسادات اور اُن کے سبب پیدا ہونے والے تہذیبی زوال کو اپنا موضوع بنایا۔اور اشرافیہ کے رومان پرور ماحول کی عکاسی کی۔ قرۃالعین نے اپنے ناولٹ ''ہاؤسنگ سوسائٹی'' میں بچپن کی منگنی/نکاح کو موضوع بنایا ہے۔منظور النساء بچپن ہی سے اپنے چچازاد جمشید سے منسوب ہے۔وہ گاؤں کی سادہ سی لڑکی ہے۔وہ پڑھی لکھی نہیں تو بھی اُس کی ماں نے اُسے گرہستی کے سارے کام سکھا رکھے ہیں۔وہ جمشید سے عمر میں کم ہے تو بھی خاندان نے بچپن ہی میں دونوں کا نکاح کر دیا تھا۔جمشید ترقی کرتے کرتے شہر کا بہُت بڑا بزنس مین بن گیا اور منظور النساء جیسی اَن پڑھ سوسائٹی میں اُس کے ساتھ نہ چل پاتی اِس لیے جمشید نے اُسے طلاق دے دی۔

> ''منظور النساء گھر کا سارا کام مشین کی طرح سنبھال لیا،وہ دونوں وقت کا کھانا پکاتی، بڑی لگن سے ساس کی تیمارداری کرتی۔اُن کی جھڑکیں اور طعنے سُنتی۔دیور کی خاطر کرتی۔عالیہ سے مرعوب رہتی۔جمشید اُس سے سیدھے منہ بات نہ کرتا مگر وہ اپنے شوہر کی پرستش کرتی تھی۔لیکن جب وہ پہلوٹھی کے بچّے کی پیدائش کے وقت محمد گنج گئی تو اُس کے بعد جمشید نے اُسے واپس کانپور نہ بُلایا۔۔۔۔اور منظور النساء کو طلاق لکھ کر بھیج دی۔''(3)

قرۃالعین اِس اقتباس میں بچپن کی شادی کے مضر اثرات بیان کرتی ہیں۔والدین نے معاشرتی روایات کے پیشِ نظر منظور النساء کی جمشید سے شادی کر دی۔وہ سسرال کی تمام طرح سے خدمت کرتی ہے۔شوہر کے تابع رہتی ہے۔مگر عمروں کی تفریق اور ماحول کے فرق کے سبب جمشید اُسے اپنے لائق نہیں سمجھتا اور اُسے طلاق دے دیتا ہے۔

۱۔۵ سائرہ ہاشمی کے ناولٹ ''پہاڑوں کی روح'' میں بے جوڑ شادی کا مسئلہ

سائرہ کے افسانے اور ناولٹ عورت کی مظلومیت کی کہانیاں ہیں۔اُس کا موضوع جبر اور گھُٹن کا شکار عورت ہے۔اُس نے عورت کی سماجی، تہذیبی اور جذباتی زندگی کو اپنی تحریروں میں سمویا ہے۔سائرہ نے گے ازم (Gayism) اور جسم فروشی جیسے جدید موضوعات کو پیش کرنے کی جرأت کی ہے۔جس کی مثال اُن کا ناولٹ ''زندگی کی بند گلی'' ہے۔ یہ ناولٹ سوات کے قبائلی ماحول کے تناظر میں لکھا گیا ہے۔اِس ناولٹ کی ہیروئن ایک نوجوان لڑکی پشمالے ہے۔پشمالے کا رشتہ لینے کو اُن کے گھر کچھ لوگ آتے ہیں۔اُن میں ایک خوبصورت جوان جہان زیب ہے۔پشمالے چھپ کے اُسے دیکھ لیتی اور سمجھتی ہے کہ اُس جہانزیب سے اُس کی شادی ہو گی۔پشمالے جہانزیب کو اپنا من میت مان لیتی ہے۔مگر سسرال جا کر اُسے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا دُلہا چار سالہ جہانزیب ہے۔ناموں کے یکساں ہونے سے پشمالے کو دھوکا ہوتا ہے۔

> ''میں تو اُس (جہانزیب) کا چہرہ دیکھ کر یہاں آئی تھی، پھر یہ چہرہ چار سالہ بچّے میں کیوں کر بدل گیا۔وہ خود سے سوال کرتی۔جواب دینے والا کوئی نہ تھا۔اُس کا سسر سُرخ بڑی بڑی مونچھوں اور گھورتی سرزنش کرتی نظروں سے اُسے تاکتا رہتا اور وہ اپنے اندر سمٹ کر جلدی سے کسی اوٹ میں ہو جاتی۔۔۔۔اُس کی ساس اُسے اتنا مارتی اور پھر آواز نکالنے پر اور بھی تیز ہاتھ سے ڈنڈے کو اُس کے جسم پر داغنے لگتی۔''(4)

ہر نوجوان لڑکی اپنے دل میں اپنے ہونے والے جیون ساتھی کا ایک تصور رکھتی ہے اور جب وہ من میت نظروں میں بس جائے تو وہ اُسی کے ساتھ اپنی ازدواجی زندگی بسر کرنا چاہتی ہے۔پشمالے اپنے رشتے کے لیے آئے لوگوں میں نوجوان جہان زیب کو دیکھ کر اُسے اپنا من میت مان لیتی ہے۔مگر سسرال آکر اُسے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا شوہر ایک چار سال کا بچّہ ہے۔ایسی بے جوڑ شادی سے اُس کے ارمانوں کا خون ہو جاتا ہے اور اُس کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔ دیگر ناولٹوں جیسے ''تنکے کا سہارا'' شکیلہ اختر، ''

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

بھولی ہوئی منزل ''رضیہ فصیح احمد،'' دیارِ حبیب ''واجدہ تبسم،''یادوں کی بارات ''سائرہ ہاشمی،'' بُت شکن ''بشریٰ رحمان،''نہ جوں رہانہ پری رہی'' زاہدہ حنامیں بھی بچپن کی منگنی یا ٹھیکرے کی مانگ اور بچپن کی شادی کو مذکورہ بالا مسائل کو موضوع بنایا گیا ہے۔

۲۔ خواتین کے معاشی مسائل

۱۔۲ شکیلہ اختر کے ناولٹ ''سرحدیں ''میں عورتوں کا معاشی مسئلہ :

شکیلہ بنیادی طور پر افسانہ نگار ہیں لیکن اُن کے ناولٹ بھی منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ شکیلہ، عصمت چُغتائی کی ہم عصر ہیں اور دونوں نے اپنے عہد کے متوسط مسلم گھرانوں کے مسائل کو موضوع بنایا ہے، خصوصاً خواتین کے مسائل کو۔ تو بھی شکیلہ صوبہ بہار تک محدود رہیں کیوں کہ اُنھیں بہار سے باہر جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ناولٹ کی ہیروئن نجبن کا والد خاندان کا واحد کفیل تھا۔ ایک رات سوتے میں چھپر سے سانپ اُس پر گرا اور اُسے کاٹ لیا اور وہ مر گیا۔ نجبن کے باپ کے مرنے سے دونوں ماں بیٹی کو مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ اب گھر میں کمانے والا مرد کوئی نہ تھا۔

نجبن اور اُس کی ماں تو محنت مزدوری کر کے گزر بسر کرنا چاہتی ہیں لیکن معاشرہ عورت کو کسی حال میں جینے نہیں دیتا۔ گاؤں کا ایک جوان کھیتوں میں کام کرنے پر نجبن کی ماں کو ملامت کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ نجبن کی ماں کے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ وہ منشی کی بیوی ہے اور جوان بیٹی کو ساتھ لیے، بے شرموں کی طرح پرائے کھیتوں میں کام کرتی ہے۔ کچھ گاؤں والوں کی عزت کا ہی خیال کر لیا ہوتا۔ معاشرہ ایک مجبور عورت پر ایسی پابندیاں لگاتا ہے کہ وہ عزت سے روزگار بھی نہیں کما سکتی۔

2۔ سعیدہ افضل کے ناولٹ ''انجمن آراء ''میں عورتوں کا معاشی مسئلہ

سعیدہ کا ماننا ہے کہ عام عورت کی زندگی بے بسی اور تکلیفوں سے بھری ہے۔ خصوصاً دیہات کی خواتین کی زندگی۔ سعیدہ کا مقصد مظلوم خواتین کی آواز کو اعلیٰ ایوانوں تک پہنچانا ہے۔ اور وہ اِس مقصد میں ایک حد تک کامیاب بھی ہوئی ہیں۔ سعیدہ نے ناولٹ ''انجمن آراء'' میں جدید دور کی عورت کے معاشی مسئلہ کو موضوع بنایا ہے۔ ناولٹ کی ہیروئن انجمن آراء اپنی سہیلی رُخسانہ کے ساتھ ملازمت کی اُمید میں ایک اسکول کے مالک کے پاس جاتی ہے تو اِس مالکِ اسکول صدیقی صاحب کا رویہ ملاحظہ ہو؛

> صدیقی۔ ''واہ کیا کہنے۔۔۔۔ تو پھر ہم تمھاری دوست کو ضرور نوکری دیں گے۔
> اگر تم اُن کے لیے سیکری فائز کرو''
> رخسانہ۔ ''جی !! سیکری فائز''رخسانہ حیرت زدہ آنکھیں پھاڑ کر بولی۔
> انجمن۔ ''سیکری فائز''انجمن آراء نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔ ''نہیں نہیں، چلو اُٹھو رخسانہ، ہم
> ایسی گھٹیا باتیں سُننے کے لیے تو پیدا نہیں ہوئے۔''(5)

مصنفہ نے اِس ناولٹ کے ذریعے بتایا ہے کہ ہمارے معاشرے میں لوگوں (مردوں) کے پاس جب دولت اور اختیار آجاتا ہے تو وہ عورت کو مالِ غنیمت سمجھتے ہیں۔ اور مجبوری کی حالت میں گھر سے نکل کر روزگار کمانے والی عورتوں کو بدکردار سمجھتے اور اُنھیں اپنی ہوس کا نشانہ بنانا چاہتے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں عورت کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ محمدی بیگم کے ''شریف بیٹی''، عصمت چُغتائی کے'' ضدی''، قرۃ العین کے ''ہاؤسنگ سوسائٹی''، بانو قُدسیہ کے ''موم کی گلیاں''، صُغریٰ مہدی کے ''کوئی درد آشنا بھی نہیں''، سعیدہ افضل کے'' انجمن آراء ''میں بھی عورتوں کے معاشی مسائل کو موضوع بنایا گیا ہے۔ مشترکہ ہندوستان میں خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے پہلا قدم ڈپٹی نذیر احمد نے اُٹھایا۔ نصاب کے فقدان کو ''مراۃ العروس ''اور'' بنات النعش ''جیسی مفید کتابیں لکھ کر پورا کیا اور پھر اِس کارِ خیر کو آگے بڑھاتے ہوئے عبدالحلیم شرر، پریم چند، رتن ناتھ سرشار، کرشن چندر، راشد الخیری، رشیدۃ النساء، محمدی بیگم اور دیگر خواتین ادیبوں نے عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ناول، افسانے اور ناولٹ لکھے۔

۳۔ خواتین ناولٹ نگاروں کے ناولٹوں میں عورتوں کی تعلیم کا مسئلہ

۱۔۳ محمدی بیگم کے ناولٹ ''شریف بیٹی ''میں عورت کی تعلیم کے مسئلہ کا ذکر

محمدی اُردو کی پہلی ناولٹ نگار تھیں۔ جو اپنے عہد میں حقوقِ نسواں کی بڑی علم بردار تھیں۔ اُنھوں نے خصوصاً متوسط طبقے کی مسلمان خواتین کی سماجی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔ محمدی نے اپنے عہد کی خواتین کی خستہ حالی کا گہرا مشاہدہ کیا۔ اُنھوں نے عورت کی بے کسی اور مجبوری کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اُسے علم

وہنر سکھا کر معاشرے کی فعال اور باعزت شہری بننے کی ترغیب دی۔ والد کی وفات اور ماں کی بیماری کے سبب گھر کے اخراجات کا سارا بوجھ شریفن پر آجاتا ہے۔ شریفن سلائی کا کام کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے بھائی مسعود سے پڑھنا لکھنا بھی سیکھتی ہے۔ اور پھر اس قابل ہو جاتی ہے کہ دوسری لڑکیوں کو بھی سیکھادے۔ وہ گھر پر لڑکیوں کا مکتب کھول لیتی ہے اور علم کی روشنی کو اوروں تک پہنچاتی ہے جس سے نا صرف لڑکیوں میں اُس کی عزت ہوتی ہے۔ بلکہ محلے کی بیگمات بھی اُس کی عزت قدر کرتی ہیں۔ اِسی سبب اُس کی مالکن مکان نواب بیگم، شریفن کو اپنی بہو بنا لیتی ہے۔

''جس مکان میں وہ خیراتی طور پر آئی تھی۔ کچھ عرصے بعد خُدا نے اُسے نہ صرف اُسی مکان کا مالک بنا دیا بلکہ کئی گاؤں، کئی مکانات کی وہ مالک ہوئی۔۔۔ وہ نواب کے بڑے لڑکے سے بیاہی گئی۔ کچھ عرصے بعد اُس کا بھائی مسعود بیرسٹر ہوا اور نواب صاحب کی بیٹی سے بیاہا گیا۔''(6)

محمدی بیگم تعلیم کو اپنے عہد کی عورت ک لیے لازم سمجھتی ہیں۔ اِس ناولٹ میں اُنھوں نے عورتوں کی تعلیم کے مثبت پہلوؤں کی عکاسی کی ہے وہ شریفن جو باپ کی وفات اور ماں کی بیماری کے سبب مالی پریشانیوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ حصولِ تعلیم کے بعد معاشرے میں عزت و مقام حاصل کر لیتی ہے۔

۲۔۳ جیلانی بانو کے ناولٹ ''کیمیائے دل'' عورت کی تعلیم کا مسئلہ:

جیلانی بانو کے ناولٹ ''کیمیائے دل'' کی ہیروئن شہزاد آپا اپنی ماں پاشا دُلہن اور بہن قدیر کے ساتھ ریاستِ حیدر آباد کی ایک حویلی میں رہتی تھیں۔ ہندوستان میں جاگیردارانہ نظام کے خاتمے پر پاشا دُلہن اپنی دونوں بیٹیوں کو لے کر حُسین آباد آگئیں۔ شہزاد آپا کو پڑھنے لکھنے کا بہُت شوق تھا۔ اُس نے سینئر کیمبرج تو حیدر آباد ہی میں کر لیا تھا۔ اب وہ کالج میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتی تھی مگر پاشا دُلہن پرانی روایات کی پاسدار خاتون تھی اور پردے کی سختی سے خود پابندی کرتی اور بیٹیوں سے بھی کراتی تھی۔ اوّل تو وہ شہزاد آپا کے کالج جانے پر راضی نہیں ہوتی مگر بہت بحث کے بعد پردے کی شرط رکھ کر شہزاد کو کالج جانے کی اجازت دیتی ہے۔ بیٹی کے پردے کے حوالے سے پاشا دُلہن کہتی ہے؛

''ہم لوکاں توکار میں بھی پردہ لگاکے سوار ہوتے ہیں۔'' پاشا دُلہن کہتیں۔ ''ہمارے بیٹیاں تو زندگی میں پہلی بار جس مرد کی صورت دیکھتے ہیں، وہ اُن کا دُلہا ہوتا ہے''۔۔۔ اِس طرح شہزاد آپا کو کالج بھیجنے کے مسئلے پر کافی بحث ہوا کرتے پھر یہ ہوا کہ رکشے کے اوپر چادر باندھی جاتی، اُس کے اندر بُرقع اوڑھ کر شہزاد آپا بیٹھتیں، ساتھ میں مالن بی کتابیں اُٹھا کر چلتی۔''(7)

اِس ناولٹ میں جیلانی بانو نے اپنے عہد میں تعلیم کے حوالے سے لوگوں کے تحفظات کا ذکر کیا ہے شہزاد آپا کی ماں پاشا بیگم اپنی بیٹی کو اس لیے کالج نہیں بھیجنا چاہتی کہ الگ الگ ماحول سے آئی لڑکیوں کے ساتھ رہ کر اُس کی بیٹی آزاد خیال ہو جائے گی اور پردے جیسی معاشرتی روایات سے باغی ہو جائے گی۔ گھر میں بڑی بحث کے بعد وہ شہزاد آپا کو کالج بھیجتی ہے مگر پردے کی شرط کے ساتھ۔

۳۔۳ عمیرہ احمد کے ناولٹ ''میری ذات ذرۂ بے نشاں'' میں عورت کی تعلیم کا مسئلہ

عمیرہ کا ناولٹ ''میری ذات ذرۂ بے نشاں'' ۱۹۹۹ء، اُن کی ادبی زندگی کے ابتدائی دور سے تعلق رکھتا ہے۔ اِس میں ہمارے معاشرے میں خاندانی نظام کے تحت عورتوں کی تعلیم کے مسئلے کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ ناولٹ کی کردار سارہ کے سوالوں کے جواب میں عارفین، فلیش بیک کے انداز میں اپنے اور صبا کے تعلق کے حوالے سے بتاتا ہے۔ صبا اور عارفین چچا زاد تھے۔ ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ صبا، بقول اُس کے تایا اور تائی کے ایک آزاد خیال لڑکی تھی کیونکہ وہ کالج اور یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہے۔ جب کہ اُن کے خاندان کے بقول لڑکیوں کو میٹرک سے زیادہ تعلیم دلوانے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی تھی۔ صبا کی تعلیم حاصل کرنے کی خواہش کو اُس کی بے حیائی خیال کیا جاتا ہے۔ اِس کے علاوہ ناولٹ ''شرمیلی'' بشریٰ رحمان، میں بھی تعلیمِ نسواں کے مسئلہ کو اُجاگر کیا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

۴۔ معاشرے میں خواتین کے ہراساں کرنے کی مختلف صورتیں

ہمارے معاشرے میں قدیم سے ہی عورت کو گھر کی چار دیواری تک محدود رکھنے کی روایت ہے۔اس لیے عورت کو ہراساں کیے جانے کا عمل خاندان کے افراد کی طرف سے ہوتا ہے۔

- عورت کو بیوی کی حیثیت میں کسی بھی غلطی پر شوہر کی طرف سے مار پیٹ اور طلاق کا خوف رہتا ہے۔
- اولاد نہ ہونے کی صورت میں شوہر کی دوسری شادی کا خوف دلا کر ہراساں کیا جاتا ہے۔
- روزگار کمانے والی عورتوں کو ہم خدمت ساتھیوں کی طرف سے ہراساں کیا جاتا ہے۔
- قرۃ العین کے ناولٹ ''ہاؤسنگ سوسائٹی'' میں عورتوں کو ہراساں کیے جانے کی مثالیں:

ناولٹ کی مرکزی کردار ثُریا حُسین عرف بسنتی بیگم اپنی ماں بوٹا بیگم کے ساتھ ہندوستان کے ایک گاؤں محمد گنج میں رہتی ہے۔بوٹا بیگم ایک اینگلوانڈین میم کے گھر میں کام کرتی ہے اور دونوں ماں بیٹی اِسی گھر میں رہائش رکھتی ہیں۔جس کا سبب یہ ہے کہ قریبی گاؤں کا نواب سکندر قلی خان،ثریا کا رشتہ نہ ملنے پر ثُریا کو اپنے غُنڈوں کے ذریعے اغواء کر لیتا ہے اور اپنی قید میں رکھتا ہے۔بوٹا بیگم،میم صاحبہ کے شوہر کے وسیلے سے ثُریا کو بازیاب کرالیتی ہے۔اُس کے بعد بھی نواب کا ایک غُنڈہ اُن کی گلی کے چکر لگاتا اور دونوں ماں بیٹیوں کو ہراساں کرتا ہے۔ ناولٹ کی دوسری کردار سلمیٰ مرزا عرف چھوٹی بٹیا اپنی ماں کے ساتھ ہندوستان سے ہجرت کر کے کراچی پاکستان آتی ہے۔یہاں وہ کالج میں داخلہ لیتی ہے۔ہندوستان میں اُنھیں انگریز سرکار کی طرف سے ہر طرح کی سہولتیں میسر تھیں۔اپنی گاڑی میں آنا جانا مگر وہ سب کچھ وہیں رہ گیا۔نازوں سے پلی سلمیٰ کو پبلک ٹرانسپورٹ میں کالج آنا جانا پڑتا ہے۔

> ''ایک روز کالج سے لوٹ کر اُنھوں (سلمیٰ مرزا) نے کہا،''ماما۔ماما۔ہمیں ایک بُرقعہ بنوا دیجیے۔۔۔۔بس میں سب لوگ ہمیں بُری طرح گھورتے ہیں۔ہمیں سخت شرم آتی ہے۔بس اسٹاپ پر کھڑے ہوتے ہیں تو جی چاہتا ہے کہ زمین پھٹ جائے اور ہم اُس میں سما جائیں۔سب کی نظریں تیر کے ایسی ہمیں چُبھتی ہیں۔بُرقعے میں پتہ نہ چلے گا کہ کون جارہا۔اتنا کہتے کہتے اُن کی آواز بھر اگئی۔''(8)

قرۃ العین نے اِس اقتباس میں تقسیم ہند کے بعد پاکستان آنے والے مہاجرین کے حالات کو بیان کیا ہے۔سلمیٰ مرزا ہندوستان سے پُر آسائش زندگی کو چھوڑ کر پاکستان آئی۔ذاتی کار کے بجائے پبلک ٹرانسپورٹ میں سفر کرتے ہوئے لوگوں کی گھورتی نظریں اُسے ہراساں کرتی ہیں جس کے سبب وہ اپنی ماں سے بُرقعے کا مطالبہ کرتی ہے۔ قرۃ العین کے علاوہ ناولٹ ''پُروا'' بانو قُدسیہ میں گھر سے باہر روزگار کمانے والی خواتین کو مردوں کے ہاتھوں ہراساں کیے جانے کے مسئلہ کو پیش کیا ہے۔

۵۔شادی بیاہ کے معاملے میں لڑکی کی رضامندی کو نظرانداز کرنے کا مسئلہ

شادی بیاہ کا معاملہ نہایت اہم ہے چونکہ یہ اولاد کے مستقبل کا مسئلہ ہے اِس لیے اُن کی رضامندی جان لینے میں کوئی قباحت نہیں۔خصوصاً بیٹیوں کی رضامندی جاننے کی جن کو ہم پندرہ سولہ برس پال پوس کر جوان کرتے ہیں۔اُن کی ہر خواہش کو بڑے پیار سے پورا کرتے ہیں۔تو پھر اُن کی زندگی کے اِس اہم معاملہ میں اُن کی رضامندی کو نظرانداز کیوں کیا جائے۔

ا۔بانو قُدسیہ کے ناولٹ ''پُروا'' میں لڑکی کی رضامندی کو نظرانداز کرنے کا مسئلہ

بانو قُدسیہ نے اِس ناولٹ میں شادی کے معاملے میں بیٹی کی رضامندی کو نظرانداز کرنے کا مہلک انجام پیش کیا ہے۔والدین اُن کی شادی ایسی جگہ کرنا چاہتے ہیں۔جہاں اُن کی بیٹی کا مستقبل محفوظ ہو۔مگر آج کل کی اولاد جذباتی فیصلے کرتی ہے۔وہ سمجھتے ہیں کہ ماں باپ کے نزدیک اُن کی پسند کی کوئی اہمیت نہیں۔اِس لیے وہ غُصے اور جذبات میں کوئی انتہائی غلط قدم اُٹھا لیتے ہیں۔جو والدین کے لیے عمر بھر کا پچھتاوہ بن جاتا ہے۔اِس لیے شادی بیاہ کے معاملے میں جدید دور کی بیٹیوں کی رضامندی جان لینا عین مناسب ہے۔یوں بھی یہ اُن کا شرعی حق ہے۔ناولٹ کی کردار خالدہ اپنے منگیتر اختر کو خط میں اپنے پڑوس کی خبر سے آگاہ کرتی ہے کہ زرینہ،پروفیسر منیر احمد سے شادی کرنا چاہتی تھی والدین راضی نہ ہوئے تو اُس نے خودکشی کرلی۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

''اور ہاں ایک سکینڈل سُنو۔ وہ اپنے ساتھ والی کوٹھی کی زرینہ ہے نا۔ وہی وہی زرینہ واجد علی، کل رات بدبخت نے خودکشی کرلی۔ مسز واجد علی تو کہتی ہے کہ غلطی سے رات کو سانورل کی گولیاں زیادہ کھا گئی تھی۔ لیکن سب جانتے ہیں کہ بے وقوف نے پروفیسر منیر کی خاطر جان دے دی۔''(9)

بانو قُدسیہ نے یہاں خطوطی اسلوب کو استعمال کیا ہے۔ خالدہ خط کے ذریعے اختر کو جو کراچی میں ہے لاہور کے حالات وواقعات سے آگاہ کرتی ہے۔ دونوں کے درمیان زمینی فاصلہ ہونے کے باوجود کہانی کے واقعات کا تسلسل نہیں ٹوٹتا اور ساتھ ہی نئی نسل کی ترقی پسند سوچ کا بھی اظہار ہوتا ہے کہ اگر زرینہ کی خوشی پروفیسر منیر سے شادی میں تھی تو اُس کے والدین کو زرینہ کی رضامندی کا خیال رکھنا چاہیے تھا تاکہ بیٹی کی خودکشی کی نوبت نہ آتی۔ دیگر ناولٹوں'' صفیہ بیگم'' ، محمدی بیگم اور'' سرحدیں ''شکیلہ اختر، میں شادی بیاہ کے معاملے میں لڑکیوں کی رضامندی کو نظرانداز کیے جانے کے مہلک نتائج کو موضوع بنایا ہے۔

۶۔ بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح دینے کا مسئلہ

۶۔ا نگہت سلیم کے ناولٹ ''آسیبِ مبرم'' میں بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح دینے کا مسئلہ

نگہت سلیم نے اپنے ناولٹ ''آسیبِ مبرم'' میں معاشرے کی فرسودہ سوچ اور رویوں کو موضوع بنایا ہے۔ اور اپنے عہد کے معاشرے کی حقیقی تصویر پیش کی ہے۔ جہاں بیٹے کو بیٹی پر ترجیح دی جاتی ہے۔ مگر یہاں یہ کیفیت مرد کی طرف سے نہیں بلکہ عورت کی طرف سے ہے جو بیٹا پیدا کرنے کی خواہش میں سات بیٹیوں کی ماں بن جاتی ہے۔ اور جب بیٹا پیدا ہوتا ہے تو وہ منحنث ہوتا ہے۔

محلے کی ایک دائی بتول، محلے کی عورتوں کو اولادِ نرینہ حاصل کرنے کے نئے نئے طریقے بتاتی رہتی ہے۔ زیارتوں پر جانا اور منتیں ماننا، تعویذ گنڈے کروانا، وظیفے کروانا وغیرہ۔ شاکر علی، اپنی بیوی ہاجرہ کو دائی بتول کے ساتھ باہر جاتے دیکھتا ہے تو وہ سمجھ جاتا ہے کہ وہ کسی پیر فقیر کے پاس گئی ہے۔ وہ دُکان سے گھر آتا ہے تو بڑی تسلی سے اپنی بیوی کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے۔

''دائی بتول کے چکروں میں نہ پڑو ہاجرہ۔۔۔!'' ہاجرہ بِھری ہوئی شیرنی کی طرح اُس کی طرف پلٹی اور بولی، ''شاکر علی! تم کس مٹی کے بنے ہو؟ میں نہیں جانتی۔۔۔'' پھر ہاجرہ نے ہلکی سی سسکی بھر کے دوپٹے کے کونے سے پلکوں کو رگڑا اور بولی، ''ہر برس اِس آس میں جنتی رہی کہ اب کی بار شاید اب کی بار مگر۔۔۔'' پھر اُونچی آواز میں بولی، ''سات بیٹیاں ہیں، پوری سات! کبھی سوچا تم نے۔۔۔؟''(10)

ہمارے معاشرے میں یہ فرسودہ سوچ عام ہے کہ بیٹے کو بیٹی پر ترجیح دی جاتی ہے۔ بیٹی چاہے کیسی ہی نیک اور فرمانبردار کیوں نہ ہو اُسے بیٹے کے مقابلے میں کم تر سمجھا جاتا ہے۔ ہاجرہ بیٹے کی خواہش میں سات بیٹیوں کو جنم دیتی ہے جو ہر طرح سے ماں کی خدمت کرتی ہیں تاہم ہاجرہ کا رویہ اُن سے نفرت کا ہوتا ہے لیکن بیٹے کی خواہش میں وہ ہر طرح کے جتن کرتی ہے۔ ناولٹ ''رات'' جیلانی بانو، میں بھی بیٹی پر بیٹے کو ترجیح دینے کے مسئلہ کو پیش کیا ہے۔

مجموعی جائزہ:

اُردو ادب میں خواتین نے اپنی تخلیقات میں زندگی کے مختلف مسائل کو موضوع بنایا ہے، خصوصاً نسوانی مسائل کو۔ اِس مقصد کے لیے فکشن کی اصناف ناول، افسانہ اور ناولٹ کو استعمال کیا گیا تاہم ناولٹ میں اختصار اور جامعیت کی خوبی کے باعث اُسے ادیبوں میں مقبولیت حاصل ہوئی۔ زیرِ نظر مضمون میں منتخب خواتین ناولٹ نگاروں کے ناولٹوں میں نسوانی مسائل کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ چند نسوانی مسائل کو ایک سے زیادہ خواتین ناولٹ نگاروں نے اپنے ناولٹوں میں پیش کیا ہے اور بعض مسائل کو انفرادی طور پر ناولٹوں کا موضوع بنایا ہے۔

مشترکہ مسائل

- عورتوں کا معاشی مسئلہ۔اِس مسئلے کو محمدی بیگم، عصمت چُغتائی، شکیلہ اختر، قرۃ العین حیدر، بانو قُدسیہ اور صُغریٰ مہدی نے اپنے ناولٹوں میں اُجاگر کیا ہے۔
- ازدواجی مسائل۔ محمدی بیگم، حجاب امتیاز علی، عصمت چُغتائی، شکیلہ اختر، قرۃ العین حیدر، واجدہ تبسم، سائرہ ہاشمی، بشریٰ رحمان اور زاہدہ حنا نے اپنے ناولٹوں میں بیان کیا۔
- عورتوں کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ۔ محمدی بیگم، جیلانی بانو، بشریٰ رحمان اور عمیرہ احمد نے اپنے ناولٹوں میں پیش کیا۔
- ورکنگ وومن کو ہراساں کرنا۔ قرۃ العین حیدر اور بانو قُدسیہ نے اِس مسئلے کو اپنے ناولٹوں میں جگہ دی۔
- شادی بیاہ کے معاملہ میں لڑکی کی رضامندی کو نظرانداز کیا جانا۔ محمدی بیگم، شکیلہ اختر اور بانو قُدسیہ نے اِس مسئلے کو اپنے ناولٹوں کا موضوع بنایا۔

انفرادی مسئلہ

- بیٹی پر بیٹے کو ترجیح دینا۔ جیلانی بانو نے اِس مسئلے کو اپنے ناولٹ میں اُجاگر کیا۔
- ضعیف الاعتقادی اور منحنث اولاد کے مسئلہ کو نگہت سلیم نے اپنے ناولٹ میں موضوع بنایا۔

نتائج

- تعلیم و تربیت کے ذریعے عورتوں کی معاشی، سماجی اور اخلاقی حالت کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔
- ناولٹوں کی کہانیوں کے ذریعے عورتوں کو معاشرے کی فعال اور مفید شہری بنایا جاسکتا ہے۔
- شادی بیاہ کے معاملے میں والدین کو بیٹی کی رضامندی جاننے کی ترغیب دی جاسکتی ہے۔
- معاشرے میں مردوں کو اِس بات پر مائل کیا جاسکتا ہے کہ وہ عورت کو باعزت روزگار کمانے کا ماحول فراہم کریں۔

حوالہ جات

۱۔ محمدی بیگم: ''صفیہ بیگم'' مشمولہ، مجموعہ محمدی بیگم۔ مرتبہ حمیرا اشفاق، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۹ء ص: ۷۵۔۷۴

۲۔ آصف نواز: ''کلیاتِ عصمت چغتائی'' مرتبہ، مکتبۂ شعر و ادب، لاہور۔ ص ۷ :

۳۔ قرۃ العین: ''ہاؤسنگ سوسائٹی'' مشمولہ ''پت جھڑ کی آواز'' مکتبۂ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی، ۱۹۶۵ء ص: ۲۵۱۔۲۵۲

۴۔ سائرہ ہاشمی: ''پہاڑوں کی روح'' مشمولہ ''زندگی کی بندگلی'' سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور۔ ۱۹۹۵ء ص: ۸۷

۵۔ سعیدہ افضل: ''انجمن آراء'' رسالہ ''سیپ'' کراچی، شمارہ نمبر۔ ۱۰، ناولٹ نمبر، مدیر نسیم دُرانی، ص: ۴۳۱

۶۔ محمدی بیگم: ''شریف بیٹی''، مطبوعہ یونین سٹیم پریس لاہور، ۱۹۱۸ء ص: ۳۵۔۳۶

۷۔ جیلانی بانو: ''کیمیائے دل'' اُردو مرکز معظم پورہ، حیدرآباد، ۱۹۷۷ء ص: ۱۶۳

۸۔ قرۃ العین: ''ہاؤسنگ سوسائٹی''، مشمولہ ''پت جھڑ کی آواز''، مکتبۂ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر دہلی۔ ۲۰۱۱ء ص: ۳۳۰

۹۔ بانو قُدسیہ: ''پُروا''، مشمولہ چہار چمن، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۰ء ص: ۱۵۸۔۱۵۹

۱۰۔ نگہت سلیم: ''آسیبِ مبرم''، مشمولہ ''جہانِ گم گشتہ'' الطارق پبلی کیشنز کراچی، ۲۰۱۷ء ص: ۱۱۱۔۱۱۲

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

References in Roman Script:

1. Muhammadi Begum-Safia Begum, mashmola majmoa Muhammadi Begum,muratba Humaira Ishfaq.Lahore.Sung-e-meel publications.2019 pg.74-75
2. Asaf Nawaz. Kuliat-e-Esmat Chughtai.Dehli.Ktabi Dunia.2002.pg.793
3. Qurat-ul-Ain Haider. Housing Society, mashmola Pat Jhar ki Awaz.New Dehli.Maktaba Jamia Nagar1965.pg.251-252
4. Saira Hashmi.Paharoon ki Rooh, mashmola Zindgi ki Bund Gali.Lahore.Sung-e-Meel Publications.1995.pg.87
5. Saeeda Afzal.Anjaman Ara.Karachi Seep, shmara No.10,Novelette No.pg.431
6. Muhammadi Begum. Shareef Beti. Lahore. Union Esteam Press 1918 pg.35-36
7. Jilani Bano. Kimia-e-Dil.Haider Aabad.Urdu mrkz Muezam Pura.1977pg163
8. Qurat-ul-Ain Haider. Housing Society, mashmola Pat Jhar ki Awaz.New Dehli.Maktaba Jamia Nagar1965pg.330
9. Bano Qudsio.Purwa Mashmola Chahar Chaman.Lahore .Sung-e-Meel publication.2010 pg.158-159
10. Nighat Saleem.Aasib-e-Mubaram, mashmola Jahan-e-Gumgasha.Karachi Al-Tariq Publications2017pg.111-11